اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۳

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN

فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

نمبر ۷۵	مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۳ شعبان ۱۳۵۱ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کو اب حرارت نہیں۔ البتہ کسی قدر زکام کی شکایت ہے۔

حضرت میرزا شریف احمد صاحب کے صاحبزادہ میرزا فاروق احمد صاحب کو چند روز سے انفلوانزا ہے۔ اور ساتھ ہی سخت قسم کی پیچش بھی۔ کل ۱۹ دسمبر ایک سو چار درجہ کا بخار تھا۔ آج بخار اور پیچش میں کمی ہے۔ حضرت میاں صاحب کی صاحبزادی امۃ الباری کو بھی انفلوانزا کی تکلیف ہے۔ کل ۱۰۳ درجہ بخار رہا۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۹ دسمبر جناب سید عبدالمجید صاحب آف منصوری کی صاحبزادی رشیدہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور بہت سے دوسرے اصحاب نے شرکت کی اور دعا فرمائی۔ یہ نکاح ماسٹر محمد علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے ساتھ ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ پر آنے کی تاکید

لازم ہے۔ کہ اِس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں۔ جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے۔ کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اخبار احمدیہ

ایک ضروری تردید

سنا گیا ہے۔ کہ بعض تنگدل مفتریوں نے مجھے غیر احمدی بیان کرتے ہیں۔ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور آپ کے سب احکام پر عمل کرنا موجب نجات یقین کرتا ہوں۔ خاکسار عبد الحی عتیق دکن۔ حیدر آباد

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور

لاہور کے احمدی نوجوان نے فیلوشپ آف یوتھ قائم کی ہے۔ جس کی طرف سے ہرماہ ٹریکٹ اور پمفلٹ شائع کئے جائیں گے۔ جن میں مخالفین کے حملوں کی مدافعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہونچایا جائیگا۔ پریذیڈنٹ ملک عبد الرحمن صاحب خادم۔ بی اے ہیں۔ احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کی ممبری لاہور تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ باہر کی جماعتوں کے احباب بھی چھ آنے کے ٹکٹ ماہوار بھیجنے پر اس کے ممبر بن سکتے ہیں۔ ہر ماہ کے ٹریکٹ کی ۲۵ کاپیاں ہر ممبر کو ارسال کی جایا کریں گی۔ نومبر اور دسمبر کے ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں۔ خاکسار بشیر احمد۔ صادق منزل ۶ لٹن روڈ لاہور۔

شکریہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور جناب مولوی عبد الستار صاحب ایم اے۔ پریذیڈنٹ آل انڈیا احمدیہ ایسوسی ایشن کراچی کی کوششوں سے میاں خیاض الدین خاں بادہ ونتہ روڈ کا ودکی بجائے اپنے دادا کی جگہ کیرنگ پوسٹ آفس کے پوسٹ ماسٹر مقرر ہو گئے ہیں۔ ہم جناب مولوی شیخ غلام غوث صاحب انسپکٹر آف پوسٹ آفس کا۔ ایسوسی ایشن کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خاکسار روشن پرنٹر پریذیڈنٹ۔ کیرنگ

تبدیلی پتہ

خاکسار سکھر سے لدھیانہ جا رہا ہے۔ وہاں میرا پتہ معرفت ڈاکٹر سلطان علی خاں صاحب انچارج ڈسٹرکٹ جیل ڈسپنسری ہوگا۔ خاکسار محمد حسین خاں سابق مہتمم تبلیغ۔ ضلع سکھر۔

کارخانہ تسری لنگی احمدیہ قوم

کارخانہ تسری لنگی قریباً دو ماہ سے قادیان میں انتظامیہ بورڈ جاری کیا گیا ہے۔ جس میں علاوہ دیگر پارچات کے چھوٹی بڑی لنگیاں ہر قسم کی تیار ہو سکتی ہیں۔ اور چھ گزی اصلی تسری لنگی دو روپے ایک آنہ (۲/۱) کو دی جاتی ہے۔ چونکہ سرمایہ قلیل اور منافع کم ہے۔ اس لئے جماعت کے بزاز صاحبان اور دیگر احباب سے تعاون اور دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد اللہ خاں مالک جلیانی کوٹھی محلہ دار الرحمت قادیان

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۳۲ء

احباب جماعت شمولیت کیلئے تیار ہو جائیں

مری طرف چلے آئیں۔ مریض روحانی
کہ ان کے درد دل دکھ کیلئے طبیب ہوں میں

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

برادران! جلسہ سالانہ بہت قریب آگیا۔ خدا کے مقدس رسول کے تخت گاہ کی زیارت کا وقت آپہونچا۔ ہمیں کامل امید ہے۔ کہ آپ نے قادیان آنے کا عزم راسخ کر لیا ہوگا۔ سامان سفر درست کر رہے ہونگے۔ اور بہت جلد اپنے احباب واعزہ سمیت وارد دارالامان ہونگے۔ اگر آپ برکات قادیان سے مستفیض ہونے کا عزم صمیم کر چکے ہیں۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ خدا تعالیٰ خیر وعافیت کے ساتھ آپ سب کو لائے۔ اپنی خوشنودی اور رضا کا وارث بنائے۔ اور انوار خلافت اور برکات روحانیہ سے مالا مال کر کے اپنے گھروں میں واپس پہونچائے۔ لیکن وہ لوگ جو مالی مشکلات یا کاروباری دقتوں کی وجہ سے ابھی تک مکمل ارادہ نہیں کر سکے۔ انہیں ان مشکلات پر غالب آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور صرف پانچ چار روز کی فرصت نکال کر بہت جلد قادیان پہونچ جانا چاہیئے۔

۲۶ دسمبر کو جلسہ سالانہ شروع ہو جائے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس روز افتتاحی تقریر فرمائیں گے۔ اور آنے والے احباب نیز جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں گے۔ پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ حضور کی اس دعا میں بھی احباب شریک ہوں۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ ۲۴ کی شام ورنہ ۲۵ کی شام تک احباب ضرور قادیان پہونچ جائیں۔ چونکہ مردوں کے جلسہ کے علاوہ خواتین کا بھی جلسہ منعقد ہوگا۔ اس لئے خواتین کا تشریف لانا بھی ضروری ہے۔ احباب خصوصیت سے نوٹ فرمالیں۔ کہ ۲۶ دسمبر پیر کے دن جلسہ سالانہ شروع ہو جائے گا۔ پس نہ صرف خود آنے کا عزم کریں۔ بلکہ دوسروں کو بھی آنے کی تحریک فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لانے کی کوشش کریں۔ مقامی احباب آپکے آرام اور سہولت کا ہر طرح خیال رکھیں گے۔ اور انشاء اللہ العزیز ہر رنگ میں قربانی کر کے آپ کو آرام پہونچانا اپنا فرض سمجھیں گے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا بھائی ایک مقدمہ میں گرفتار ہے۔ بریت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار محمد اصغر۔ نارووال۔ ۲۔ میرے لڑکے عبد الرحمن بی اے نے امتحان ای۔ اے۔ سی دیا ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار خانزادہ امیر اللہ خاں از اسماعیلیہ ۳۔ احباب میرے ہاں اولاد نرینہ ہونے کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عبد المجید۔ ویٹا نگر

۴۔ میرے والد چند یوم سے بیمار ہیں۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار افتخار احمد کلانور۔ ۵۔ برخوردار دلشاد خان سلمہ ربہ کو بائیں ہاتھ کے ایک دم سن ہونے پر بچپن کی طرح قلب یا دماغ پر اثر پڑتا ہے اور فوراً بیہوش ہو جاتا ہے۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء سے یہ عارضہ شروع ہوا ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار محمد ایوب خان بہادر لفٹیننٹ مردان ۶۔ میرے لڑکے کی آنکھیں خراب ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار محمد عبد الحق۔ بھوماں وڈالہ ۷۔ میرا لڑکا سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار اللہ رکھا۔ از بہلول پور ۸۔ بفضل رحمان عزیز غلام احمد قریشی نے امتحان ضلعدار نہر کا ۲۷ و ۲۸ اکتوبر کو دیا تھا۔ لیکن ابھی تک نتیجہ نہیں نکلا۔ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔ خاکسار محمد شفیع قریشی۔ ۹۔ میرا ہمشیرہ زادہ عزیز مجید احمد بعارضہ نمونیا بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار عبد الباری خان امین آبادی۔ ۱۰۔ میرے بھانجے عزیز نذیر احمد کا اوورسیر کلاس کا امتحان ہونے والا ہے۔ احباب عزیز کی کامیابی نیز بندہ کے گریڈ کے امتحان میں کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ خاکسار ڈاکٹر محمد اشرف کڑیانوالہ گجرات

ولادت

۱۔ میری لڑکی علیمہ بیگم سلمہا۔ اہلیہ غلام حسین صاحب حیدر آبادی کے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام قادر شرقی۔ بنگلوری۔

۲۔ برادرم محمد حسین صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۷ نومبر کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمد اکرم نام رکھا ہے۔ تمام احباب مولود کے نیک اور خادم سلسلہ بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ حکیم محمد عبد اللطیف گجراتی

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی برکت سے گیارہ سال کے بعد ۱۰ دسمبر کو میرے ہاں دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بچہ کا نام مجید احمد رکھا ہے۔ احباب درازی عمر اور سعادت دارین کی دعا کریں۔ خاکسار محمد الدین امین آبادی۔ قادیان

۴۔ ۱۴ دسمبر خاکسار کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ احباب درازی عمر اور سعادت دارین کی دعا کریں۔ خاکسار عبد الحکیم کراچی۔

۵۔ ۲۵-۲۶ نومبر کی درمیانی رات خاکسار کے ہاں خدا کے فضل وکرم سے تیسرا لڑکا تولد ہوا۔ لڑکے کی پیدائش کے بعد میری اہلیہ سخت بیمار ہو گئی ہے دعا کی جائے۔ خاکسار محمد رمضان۔ الٹوال۔

دعائے مغفرت

۱۔ مرزا وزیر بیگ صاحب امیر جماعت احمدیہ سیدوالہ جو کہ حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابیوں میں سے تھے۔ ۲۳ نومبر کو فوت ہو گئے ہیں دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار شیر محمد سیدوالہ۔ ۲۔ میرا بچہ عزیز جمیل احمد ۷ نومبر فوت ہو گیا۔ احباب دعائے نعم البدل فرمائیں۔ خاکسار شمس الدین بھاگلپوری۔ قادیان ۳۔ میری نواسی عزیزہ محمودہ بعمر ۹ سال ۷ و ۸ دسمبر کی درمیانی شب کو فوت ہو گئی ہے۔ مرحومہ کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۲ء جلد ۲۰

مرکز احمدیت میں قدسیوں کا عظیم الشان اجتماع

جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

بیا در بزم احمدؐ تا ببینی عالمے دیگر ❀ بہشتے دیگر و ابلیس دیگر۔ آدمے دیگر

روحانیت کو ترقی دینے والا اجتماع

وُہ مقدس اور مبارک اجتماع جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت رکھی بہت قریب آگیا ہے۔ انسانی قلوب بعد اور مرور زمانہ سے زنگ آلود ہوجاتے ہیں۔ اور اگر ان کی جلا اور صفائی کی طرف توجہ نہ کی جائے تو آہستہ آہستہ موت اور فنا کی حالت واقعہ ہوجاتی ہے۔ زندہ نشانات اور تازہ معجزات ہی ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے گناہ آلود زندگی دور ہوتی۔ بُرے جذبات نابود ہوتے۔ اور روحانیت میں ایک غیر معمولی تروتازگی اور تموج پیدا ہوجاتا ہے۔ سو قادیان کے اس مقدس اجتماع کی غرض یہی ہے۔ کہ اس مادہ پرستی اور روحانیت سے دوری کے زمانہ میں جن لوگوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ اور اس کے مرسل و مامور کی آواز پر لبیک کہا ہے۔ وُہ ایک دوسرے سے مل کر جہاں قلبی راحت و مسرت حاصل کریں۔ وہاں اپنی روحانیت کے لئے بھی سامانِ طمانیت بہم پہنچائیں۔

جلسہ سالانہ کی غرض وغایت

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں اس مقدس اجتماع کی غرض یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ

" تا ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں۔ کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں۔ اور ان کے اندر خدا تعالےٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وُہ زہد اور تقوےٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت و مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات میں سرگرمی اختیار کریں "

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اس جلسہ کی غرض بالکل نرالی ہے۔ اور دنیاوی جلسوں اور میلوں سے اسے قطعاً مشابہت نہیں یہ عظیم الشان اجتماع خدا تعالےٰ کے ارادے کے ماتحت محض اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے منعقد کیا جاتا ہے۔ تا کہ ایمانی حرارت سے دلوں کو گرم کیا جائے۔ روحانی نور سے سینوں کو منور کیا جائے اور خدا تعالےٰ کے زندہ نشانات اور تازہ معجزات کا بار بار مشاہدہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو اس میں شمولیت کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ پھر ایک اور غرض آپ نے یہ بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ

" تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو "

حضرت مسیح موعودؑ کا منشاء مبارک

اس مقدس اجتماع کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب " آسمانی فیصلہ " میں بھی نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اس کے انعقاد کی کیا وجہ ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

" تمام مخلصین۔ داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے۔ کہ تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجاوے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہوجاوے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا۔ اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقین پیدا ہوکر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہوجاوے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے۔ اور دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہوکر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسر نہیں آسکتا۔ کہ وُہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے . . . .

لہٰذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جاویں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں "

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی غرض وغایت کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرماتے ہوئے احباب کو شمولیت کی بھی تاکید کی ہے۔

پس یہ جلسہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت سے ظاہر ہے۔ دُنیاوی جلسوں کی طرح نہیں۔ بلکہ محض خدا تعالےٰ کی خاطر اس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ تا لوگ اپنی رُوحانی اور ایمانی حالت کی اصلاح کرسکیں۔

شمولیت کی تاکید

اس مقدس اجتماع میں شامل ہونا کس قدر ضروری ہے۔ اس کا پتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے بھی لگ سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

" حتے الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان۔ اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتے الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاویگی۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے۔ وُہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور رُوشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا . . . . اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جاوے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی رُوحانی فوائد اور

منافع ہونگے۔ جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہینگے"

پھر نہایت ہی تاکید فرماتے ہوئے حضور لکھتے ہیں:-

"احباب حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کرلیں۔ اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہوجایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجاویں۔ جن میں سفر اختیار کرنا اپنی حدِ اختیار سے باہر ہوجائے"

احباب کا اوّلین فرض

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر احمدی کو اس میں شامل ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔ سو احباب کا یہ فرض اولین ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق خود بھی اس مبارک موقعہ پر آئیں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لاکر ثواب کے مستحق بنیں۔ جلسہ سالانہ کا مبارک اجتماع روحانی۔ اخلاقی اور علمی فوائد کے حاصل کرنے کا بہترین موقعہ ہے اور خدمت دین کرنے کے لئے نئی روح۔ نئی زندگی۔ اور نئی طاقت پیدا کرنے والے جس قدر سامان اس میں حاصل ہوسکتے ہیں۔ اتنے کسی اور موقعہ سے قطعاً حاصل نہیں ہوسکتے۔ پس یہ مبارک موقعہ ہے۔ احباب کو چاہئیے۔ کہ اس سے حتی الوسع فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ خاکسار ملک محمد عبداللہ۔ مولوی فاضل قادیان

ہندو دھرم اسلام کے قدموں پر

اسلامی تمدن کے قوانین چونکہ کسی انسانی دماغ کی قدوکاوش کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جو عالم الغیب ہستی ہے۔ اس کے بیان کردہ اصول ہیں۔ اس لئے گو مخالفین اسلام اپنی غلط فہمی اور ناواقفیت کیوجہ سے ایک وقت اس کے احکام یا بعض جواز کی صورتوں پر معترض ہوں۔ مگر جلد یا بدیر انہیں اپنی غلطی سے آگاہی حاصل ہوجاتی ہے۔ اور آخر وہ ان اصول کو صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں جو امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے تجویز فرمائے۔ اس کے ثبوت میں ایک تازہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اسلام نے خاص حالات کے ماتحت مردوں کو دوسری شادی کی اجازت دی ہے۔ اور خاص حالات کے ماتحت مردوں کو طلاق کی بھی اجازت دی ہے ہندو ایک لمبے عرصہ تک تعدد ازدواج کو نفسانی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ قرار دیتے رہے۔ طلاق کو عورت پر ظلم وستم سمجھتے اور علے الاعلان کہتے رہے۔ کہ اسلام کے قوانین ایسے ہیں۔ جن پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ مگر حوادثات کے تھپیڑے اور زمانہ کے حالات سے مجبور ہوکر اب وہی معترض اسلامی اصول کی برتری تسلیم کررہے ہیں۔ اور گو منہ سے اسلام کی فضیلت اور اپنے مذہب کی جہالت کا اقرار نہیں کرتے۔ مگر اب جبکہ احکام اسلام پر عمل کرنے کی ضرورت محسوس کررہے ہیں۔ اور اس کی دوسروں کو بھی تلقین کررہے ہیں تو گویا اپنے عمل سے وہ ظاہر کررہے ہیں۔ کہ انہیں اپنے مذہب میں تغیر وتبدل کی ضرورت ہے۔ اور اس امر کی حاجت ہے۔ کہ اپنے مذہبی مسائل کو اسلامی مسائل کے رنگ میں تبدیل کریں۔ چنانچہ ایک سناتنی لیڈر سوامی پرکاشانند انہی ہردو مسائل کے متعلق اخبار "ویر بھارت" میں لکھتے ہیں:-

"اگر کسی کی استری ایسے روگ میں گرفتار ہوجائے۔ کہ ۱۰-۲۰ برس کے علاج کے بعد بھی اچھی نہ ہو۔ تو دوسری شادی کیجائے"

"جس کی سنتان نہ ہو۔ ڈاکٹر کہدیں۔ کہ بچہ نہ ہوگا۔ اس وقت دوسری شادی کرے"

"جس کے ہاں ہمیشہ لڑکی ہو کنیا پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کے لئے اس حالت میں شادی کرے"

گویا ایسی حالت میں جبکہ عورت کسی خطرناک رحمی مرض میں گرفتار ہوجائے۔ یا اولاد نہ ہو۔ یا صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ مرد کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ دوسری شادی کرلے۔ یہ اسلامی قوانین کی فضیلت کا اعتراف نہیں تو اور کیا ہے:۔

طلاق کے متعلق لکھتے ہیں:-

"جو عورت پتی کی جیب کا خیال نہ کرکے ہر وقت اس کی حجامت بنائے۔ ۲۵ روپیہ خاوند کی آمدنی ہے۔ لیکن میم صاحبہ ۲۰۰ روپیہ بوٹ سوٹ میں صرف کرتی ہے۔ بازار میں ایک ایک روپیہ کی قلفیاں مٹھائی کھاجاتی ہے۔ اس کو چھوڑنے کا حق ہے۔ جو پتی کے خلاف ہو حیثیت سے زیادہ خرچ کرتی ہو۔ اسے چھوڑنے کی ممانعت نہیں"

اسی طرح عورتوں کو شراب پینے کی ممانعت کرتے ہوئے کہا:۔

"شراب پینے والا مہا پاپی ہے۔ اس صورت میں پتی کو ادھیکار ہے۔ کہ تمہیں پری تیاگ کرکے دوسری شادی کرلے (بحوالہ الامان ۹ دسمبر)

غرض حالات اور ضرورت کے ماتحت تعدد ازدواج کو درست تسلیم کیا گیا ہے۔ اور طلاق کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے۔ یہی دو مسائل تھے۔ جن پر معترض زیادہ زور دیا کرتے تھے ہمیں یقین ہے۔ کہ سوامی پرکاشانند کی طرح اگر دیگر معترض بھی غور کریں گے۔ اور انسانی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نیز تمدن وتہذیب کو برقرار رکھتے ہوئے سوچیں گے۔ تو انہیں اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ یہ دونوں ایسی ضرورتیں ہیں جن کے جواز کا راستہ کھولے رکھنا سچے مذہب کے لئے ضروری ہے۔ اور اسلام نے ان ہردو امور کی اجازت دے کر بنی نوع انسان پر عظیم الشان احسان کیا ہے:۔

قتل خنزیر اور "تنظیم اہلحدیث"

احادیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یقتل الخنزیر کہکر یہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ مسیح موعود کا ایک کام یہ بھی ہوگا۔ کہ وہ خنزیر کو قتل کریں گے۔ غیر احمدی اس سے یہ مراد لیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگلوں میں سوروں کو قتل کرتے پھرینگے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو انبیاء کی بعثت اس لئے نہیں ہوا کرتی۔ کہ وہ جنگلوں میں پھریں۔ اور سوروں کو ماریں۔ دوسرے کیا سوروں کو مارنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہی مخصوص ہے۔ اگر کوئی شخص ذرا بھی عقل وفکر سے کام لے۔ تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ سوروں کو مارنا نہ تو نبیوں کا کام ہے۔ اور نہ ہی یہ کام اتنا عظیم الشان ہے۔ کہ اس کے لئے تیرہ سو برس تک امت محمدیہ کو مسیح موعود کا انتظار کرایا جاتا بہرحال ہماری جماعت اس استدلال کو کلیۃً رد کرتی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ غیر احمدیوں کے پاس اس کا کوئی صحیح جواب نہیں مگر "تنظیم اہلحدیث روپڑ" نے اس سلسلہ میں جو جواب دیا ہے۔ وہ قارئین کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔

"حضرت مسیح علیہ السلام خنزیروں کو اس لئے قتل کرائیں گے کہ عیسائی انکو خلاف حکم شریعت کھاتے ہیں" اول تو حدیث میں یقتل الخنزیر یعنے خنزیر کو قتل کرنے کے الفاظ آتے ہیں۔ قتل کرانے کے نہیں۔ پس ایک تو تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ فعل منسوب نہ کیا جاسکے۔ مگر جبکہ حدیث میں یہ الفاظ آچکے ہیں۔ تو ترجمہ اس حقیقت کو نہیں چھپا سکتا۔ پھر یہ کہنا بھی عجیب ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خنزیروں کو اس لئے قتل کرائیں گے۔ کہ عیسائی انکو خلاف حکم شریعت کھاتے ہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ کیا عیسائیوں کی حکم شریعت کی خلاف ورزی صرف خنزیر کا گوشت کھانے تک ہی محدود ہے۔ اور باقی ہر رنگ میں ان کے اخلاق اصلاحی کوششوں سے مستغنی ہیں اگر اس کا جواب اثبات میں ہو۔ تب تو خیر۔ لیکن جبکہ عیسائیوں میں لاکھوں اور برائیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان تمام سے اغماض کرتے ہوئے صرف قتل خنزیر پر اپنی مساعی کو صرف کردینا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ اس صورت میں فرائض نبوت ادا نہیں کرسکیں گے۔ بلکہ اسی میں اپنا وقت گزار کر بنی نوع انسان کی اصلاح کے پہلو سے بالکل غافل رہیں گے۔ غرض یہ صورت بھی جو تنظیم اہلحدیث نے پیش کی۔ بالکل ناقابل قبول ہے۔ پھر ایک عجیب بات اس نے یہ لکھی ہے۔ کہ

"خنزیر مروانے کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلعم نے کتے مروائے تھے" (۱۵- دسمبر)

یہ سطور لکھتے وقت معلوم ہوتا ہے۔ اسے خیال نہیں آیا۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر کتنا بڑا حملہ کررہا ہے۔ کیا راقم مضمون ثابت کرسکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نمایاں طور پر کبھی یہ کام کیا۔ اور کیا عیاذاً باللہ آپ کا ہمیشہ یہ شغل رہا۔ اگر نہیں تو اسے اپنی اس عبارت پر ندامت ہونی چاہیئے۔ حدیث کے الفاظ تو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے کی تاکید

خلیفۂ وقت کے پاس شکایت کرنے کا صحیح طریق اختیار کیا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بعض لوگوں نے میرے پاس شکایت کی ہے۔ کہ قادیان کے لوگوں میں

السلام علیکم کہنے کا رواج

کم ہے۔ اور یہ کہ بہت سا حصہ ایسے لوگوں کا ہے۔ جو سلام کا جواب نہیں دیتے۔ بالخصوص جو لوگ بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ وہ خصوصیت کے ساتھ سلام کا جواب دینے میں سستی کرتے ہیں۔ یہ الزام ایسا وسیع ہے۔ اور ایسا

غیر معین اور مبہم

ہے۔ کہ اس قسم کی باتوں یا ایسی شکایتوں کی طرف توجہ کرنا بالکل بے معنی ہے۔ ایسی ملاقاتوں کو چھوڑ کر جو عیدین اور جمعہ کے روز ہوتی ہیں۔ اور جو ایسی نہیں ہوتیں۔ کہ ان میں شناخت یا گفتگو ہو سکے۔ وہ

اختصار کے ساتھ اظہار محبت

ہوتا ہے۔ اور ایسا موقعہ صرف مجھے ہی ملتا ہے۔ باقی لوگوں کو شاید ہی اس رنگ میں قادیان کے دس فیصدی لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہو۔ ہر شخص کو سلام کا جواب ضرور دینا چاہیئے۔

لیکن اس طرز میں شکایت کرنا۔ کہ سارے ہی یا پچاس فیصدی یا ۲۵ فی صدی ایسے ہیں۔ جو سلام کا جواب نہیں دیتے۔ علامت ہے اس بات کی ایسا شخص بہت جلدی غصے میں آجاتا ہے۔ اگر قادیان کے تمام لوگوں کی ایک پریڈ کرائی جائے۔ اور اس سے دریافت کیا جائے۔ کہ اس سال ان میں سے کتنے لوگوں کے ساتھ تمہاری ملاقات ہوئی ہے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ دس فیصدی سے بھی کم سے ملنے کا اسے موقعہ ملا ہے۔ ایسی حالت میں اس کا سب پر یا ۵۰ یا ۶۰ فی صدی پر فتویٰ لگا دینا سخت مضحکہ خیز ہے۔ جس صورت میں کہ وہ ملا دس سے بھی نہیں۔ تو اس کی شکایت کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص

منطق کے صحیح اصول

سے ناواقف ہے۔ دس بیس سے اسے جو واقعہ پیش آیا۔ اس سے اس نے اندازہ کر لیا۔ کہ اتنے فی صدی لوگ ایسے ہیں۔ حالانکہ ممکن ہے۔ اس کے ملنے والے ہی ایسے ہوں۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایسے شخص کے اندر چونکہ خود نقائص ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کے ارد گرد بھی ویسے ہی لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر بسا اوقات اس کا ۴۰ یا ۵۰ فیصدی کا اندازہ اسکے اپنے دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور وہ دراصل

اس کی اپنی تصویر

ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ نے دوسروں کی شکل میں اسے دکھائی ہے۔ لیکن اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو ایسا کرنے والے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو بڑا عقلمند خیال کرتا تھا۔ کسی دریا پر پہنچا۔ دریا کے کناروں پر پانی تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ اس نے جو دیکھا۔ کہ کنارے پر پانی تھوڑا ہے۔ مثلاً دو تین انچ کے فاصلہ پر آتا ہے۔ تو جھٹ اوسط لگا لیا۔ کہ آگے کتنا ہوگا۔ اور یہ قیاس کر کے فیصلہ کر لیا۔ کہ پانی تھوڑا ہی ہے۔ اور اپنے بال بچوں کو لے کر اسے عبور کرنے لگا۔ اب دریا کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔ ایک جگہ پایاب ہے۔ تو دوسرے ہی قدم پر اس قدر گہرا ہو جاتا ہے۔ کہ آدمی فوراً غرق ہو جاتا ہے۔ بیچ بیچ میں گئے۔ تو سب غرق ہو گئے۔ وہ خود چونکہ تیرنا جانتا تھا۔ اس لئے پار جا پہنچا۔ اب کنارے پر پہنچ کر پھر اس نے اوسط لگانا شروع کیا۔ اور اپنے حساب کو ٹھیک پایا۔ اس پر وہ بہت حیرانی کے ساتھ پنجابی زبان میں کہنے لگا۔ اوسط لگا جیوں تیوں۔ کنبہ ڈوبا کیوں۔ یعنے اوسط تو بالکل ٹھیک لگا تھا۔ پھر میرا خاندان کیونکر غرق ہو گیا۔ تو ایسے

شکایت کرنے والوں کی مثال

بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ دس سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے پانچ ایسے مل گئے۔ جو سلام کرنے میں سست تھے۔ بس اس سے اوسط لگا لیا۔ کہ قادیان میں پچاس فیصدی لوگ سلام نہیں کرتے۔ یا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے۔ جسے ساری عمر کسی کو قرض دینے کا اتفاق نہیں ہوا۔ بدقسمتی سے کسی کو دو چار روپے قرض دیا۔ اور وہی ایسا نکلا۔ جو واپس کرنے والا نہ تھا۔ بس اس سے قیاس کر لیا۔ کہ یہاں کے

سو فی صدی لوگ

بدمعاملہ ہیں۔ اور قرض لے کر واپس نہیں کرتے۔ غرض ایسی شکایات کو اپنی ذات میں کوئی حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ایک دو بھی ایسے ہوں۔ تو ان کو سمجھانا میرا فرض ہے۔ اس لئے جہاں میں اس بات کو صحیح نہیں سمجھتا۔ وہاں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر چند ایک میں یہ نقص ہے۔ تو اس کا ازالہ ہو جائے۔ غرض میں اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کے خلاف اظہار ناپسندیدگی کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ طریق

فتنہ کا موجب

ہے۔ اور خواہ مخواہ کی بے چینی پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہاں خلیفۂ وقت کے پاس صحیح انفارمیشن پہنچانا فرض ہے۔ اگر ایک شخص آئے۔ اور کہے۔ میں نے مولوی شیر علی صاحب کو سلام کیا۔ مگر انہوں نے جواب نہیں دیا۔ میاں بشیر احمد صاحب کو سلام کیا۔ مگر انہوں نے جواب نہیں دیا۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ چودہری فتح محمد صاحب یا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس طرح کی اگر وہ پانصد یا ہزار آدمیوں کی فہرست بھی دے دے۔ تو یہ جائز ہے لیکن اگر اس نے پانصد کو سلام کیا۔ اور انہوں نے جواب نہیں دیا۔ اور وہ کہہ دیتا ہے۔ کہ سارے ہی سلام کا جواب نہیں دیتے۔ تو یہ ناجائز ہے۔ اس کا کیا حق ہے۔ کہ جن لوگوں سے وہ واقف بھی نہیں۔ اور جنہوں نے اس کی شکل بھی نہیں دیکھی وہ ان پر الزام لگائے جبکہ اگر واقعہ میں بھی پچاس فیصدی ایسے

ہیں۔ جو جواب نہیں دیتے۔ تو بھی اس کا تمام کے متعلق ایسا کہنا ناجائز ہے۔ اور اس پر اس سے

خدا تعالےٰ ضرور باز پرس کرے گا

کیونکہ وہ ناکردہ گناہوں پر یا ایسے لوگوں پر جن پر جرم ثابت نہیں۔ بلاوجہ الزام لگاتا ہے۔ یہ طریق

سخت ناجائز

ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ میں ایسی شکایات کا جواب نہیں دیتا۔ اور پھر ایسے لوگ اپنے واقفوں بلکہ نوواردوں کے سامنے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے شکایت کی تھی۔ مگر اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا گیا۔ حالانکہ اگر میں اس شکایت پر نوٹس لوں تو وہ

سزا کے مستوجب

ٹھہریں۔ کیونکہ تحقیق کا تو یہی طریق ہو سکتا ہے۔ کہ میں انہیں کہوں۔ لاؤ ثابت کرو۔ کہ اتنے فی صدی لوگ سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اور جب وہ ثابت نہ کر سکیں۔ تو انہیں سزا دوں پس شریعت کے رو سے یہ میری بے توجہی نہیں۔ بلکہ رحم ہوتا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ انہوں نے جہالت سے ایسا کہا ہے مجھے درگزر سے کام لینا چاہیئے۔ پس بجائے اس کے کہ وہ

میرے ممنون

ہوں۔ وہ الٹا واویلا کرتے ہیں۔ ایسے شخص کی شکایت اگر صحیح ہے۔ اور اس کے علم میں بہت سے ایسے آدمی ہیں۔ تو وہ کیوں ان میں سے چار پانچ یا ایک دو کے ہی نام نہیں دے دیتا۔ اور اگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ بے گناہوں کو بھی ساتھ شامل کر لینے سے

شکایات کی عظمت

بڑھ جائے گی۔ تو یہ غلط خیال ہے۔ اس طرح سے عظمت بڑھیگی نہیں۔ بلکہ کم ہو جائیگی۔

غرض اس طریق شکایت کو میں سخت ناپسند کرتا ہوں اور ایسا کرنے والا میرے خیال میں اپنی

روحانیت پر تبر

رکھتا ہے۔ میں تو اس سے درگزر کر دیتا ہوں۔ مگر ممکن ہے میرا معاف کرنا غلط ہو۔ اور وہ شخص رحم کا فی الواقع مستحق نہ ہو اور یہ ضروری نہیں۔ کہ جسے میں معاف کر دوں۔ اسے اللہ تعالےٰ بھی معاف کر دے۔ ایسی صورت میں وہ ایسے لوگوں کو کہیگا۔ کہ ثبوت لاؤ۔ ورنہ تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ سو یہ طریق غلط ہے۔ میں نے تو کئی بتایا ہے۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کیوں کہتے ہو۔ کہ لوگ ایسا نہیں کرتے۔ جو نہیں کرتے۔ ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ اگر ایسا کرنے سے ڈرتے ہو۔ تو ان پر تو تم یہ الزام لگاتے ہو۔ کہ وہ سلام نہیں کرتے۔ مگر اپنے آپ کو منافق ثابت کر رہے ہو۔ پس یہ طریق غلط ہے۔ اگر تم دیکھو۔ کہ نقص ہے۔ اور ایک شخص کا بھی نام لے لو۔ جس میں وہ پایا جاتا ہے۔

تو میرے دل میں اس کے متعلق گھبراہٹ ہوگی۔ یہ علیٰحدہ بات ہے کہ بسا اوقات میں اس خیال سے کہ چھوٹی بات ہے۔ اسے جانے دوں۔ خاموش رہوں۔ یا یہ جواب دیدوں۔ کہ ہم

اصلاح کی کوشش

کر رہے ہیں۔ مگر میرے دل میں اسے سنکر حرکت ضرور پیدا ہوگی۔ لیکن اگر یوں کہو۔ کہ پانچ ہزار میں یہ نقص ہے۔ اور نام کسی کا نہ لو۔ تو مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ بلکہ مجھے یقین ہو جائیگا۔ کہ یہ شکایت جھوٹی ہے۔

شکایت کا صحیح طریق

یہ ہے۔ کہ کہا جائے۔ فلاں نے ایسا کیا ہے۔ اور اگر یہ نہیں کہنا چاہتے۔ تو پھر خاموش رہو۔ اگر اصلاح چاہتے ہو۔ اور تمہارے خیال میں وہ چپ رہنے سے ہو سکتی ہے۔ تو پھر اسے میرے تک پہنچانا غلط ہے۔ اور اگر پہنچانا ضروری سمجھتے ہو۔ تو پھر صحیح بات پہنچاؤ۔

ایسی شکایت کرنے والوں کو میں

قصار کے طور پر جھوٹا

کہتا ہوں۔ لیکن ممکن ہے۔ بعض ایسے لوگ واقعہ میں بھی موجود ہوں۔ جو سلام نہ کہتے۔ اور سلام کا جواب نہ دیتے ہوں۔ ایسے لوگوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ طریق

عزت کا موجب

نہیں ہو سکتا۔ عزت دو طرح کی ہوتی ہے۔ بندوں کے نزدیک اور خدا کے نزدیک۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ جو شخص تمہیں سلام کرے اور تم اس کا جواب نہ دو۔ تو وہ تمہیں بڑا سمجھیگا۔ اور گھر جا کر کہے گا کتنا بڑا لائق اور معزز آدمی ہے۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ مگر اس نے جواب تک نہیں دیا۔ نہیں بلکہ کہیگا۔ کیسا

نامعقول اور پاجی

ہے۔ میں کوئی اس کا ماتحت نہ تھا۔ کوئی خوشامدی نہ تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اور اس کا جواب تک نہ دے سکا۔ پھر اللہ تعالےٰ کا رسول اسے ضروری قرار دیتا ہے۔ اور تم نافرمانی کرتے ہو۔ تو کیا جب خدا کے سامنے جاؤ گے۔ تو وہ یہ کہیگا۔ کہ میرا کیسا معزز بندہ آتا ہے لوگ اسے سلام کرتے۔ اور یہ جواب تک نہیں دیا کرتا تھا ہرگز نہیں۔ گویا اس طرح

بندوں کے نزدیک

بھی ذلیل رہو گے۔ اور خدا کے نزدیک بھی

پس اگر یہاں کوئی ایسا آدمی ہے۔ جو سلام نہیں کرتا۔ یا سلام کا جواب نہیں دیتا۔ تو میں اسے بتاتا ہوں۔ کہ یہ طریق غلط ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام اس قدر پیارا تھا۔ کہ آپ نہ صرف خود کرتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی تاکید کرتے۔ اور فرماتے کہ جو سلام کرتا ہے۔ اسے

دس نیکیاں

ملتی ہیں۔ اور آدمی کا دماغ۔ ہاتھ۔ کان سب مشغول ہوں۔ تب بھی وہ مونہہ سے سلام کہکر دس نیکیاں حاصل کر سکتا ہے۔ گویا دوسرے کام میں مشغول ہوتے ہوئے بھی وہ دس نیکیاں حاصل کر سکتا ہے۔ فرض کرو۔ تم دس گناہ کرتے ہو۔ اگر ایک سلام محبت سے کر دو۔ تو وہ سب زائل ہو جائینگے۔ بشرطیکہ گناہ بھی ایسا ہی ہو۔ جیسا

سلام کرنے کی نیکی

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص آیا۔ اس نے کہا۔ السلام علیکم آپ نے فرمایا۔ عشر۔ دوسرا آیا۔ اس نے کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے فرمایا۔ عشرون۔ تیسرا آیا اور کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے فرمایا۔ ثلثون صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اسکا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے السلام علیکم کہا۔ اس کے نام دس نیکیاں۔ جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ اس کے نام بیس نیکیاں اور جس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اس کے نام تیس نیکیاں لکھی گئیں۔ اور جب

ایک لفظ سے دس نیکیاں

ملتی ہوں۔ تو وہ کون بے وقوف ہے۔ جو نہ لے۔ سلام کا جواب بھی اونچی آواز سے دینا چاہیئے۔ ہاں ایک اور صورت ہے۔ مثلاً میں اب پانچ منٹ میں یہاں تک پہنچ سکا ہوں۔ اس اثنا میں قریباً اڑھائی سو لوگوں نے مصافحے کئے ہوں گے۔ اور پھر کئی ایسے ہاتھ تھے۔ جن کے ہاتھ دوسروں سے ملے ہوتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔ کہ ایسے موقعہ پر آپ تین دفعہ السلام علیکم کہدیتے۔ کیونکہ سب کو

علیٰحدہ علیٰحدہ جواب دینا

ایسے موقعہ پر مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے اکٹھا ہی جواب دیا جا سکتا ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو کھڑے ہو کر ہر ایک کو جواب دینا تکلیف مالایطاق بلکہ مضحکہ خیز بھی ہے۔ مگر یہ موقعہ ہر بار مجھے بھی پیش نہیں آتا۔ اور دوسروں کو تو بالکل ہی نہیں آتا ہوگا۔ اور ایسی صورت کے سوا سلام کا جواب ضرور دینا چاہیئے۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو اسقدر احتیاط کرتے تھے۔ کہ اکثر آپ خود ابتدار کرتے تھے۔ چونکہ آپ معلم تھے۔ اس لئے اگر بچوں کے پاس سے گزرتے۔ تو انکو بھی السلام علیکم کہتے۔ اور اس طرح انہیں سلام کہنا سکھاتے۔ لیکن اگر ایک ہیڈ ماسٹر گزرتا ہے بچے اسے سلام کہتے ہیں۔ اور وہ جواب نہیں دیتا۔ تو وہ یہی سمجھیں گے کہ جواب نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ بچے وہی کرتے ہیں۔ جو بڑوں کو کرتا دیکھیں ہمارے گھر میں چونکہ علم طور پر دیکھتے ہیں۔ اسلئے ایسی عادت ہو گئی ہے۔ کہ جب میں جاتا ہوں۔ اس کثرت کے ساتھ السلام علیکم کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ مجھے بعض اوقات انہیں ڈانٹنا پڑتا ہے۔ باری باری بچے اباجان السلام علیکم اباجان السلام علیکم کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب ایک دور ختم ہو جاتا ہے تو دوبارہ شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر ماں باپ یا ہیڈ ماسٹر کو وہ دیکھیں۔ کہ سلام نہیں کرتے۔ تو وہ کبھی اس کے عادی نہیں ہو سکتے۔ پس تاکہ

ہیڈ ماسٹر۔ استاد اور دوسرے افسروں کو چاہیئے کہ پہلے خود سلام کیا کریں تا

دوسروں کو رغبت

ہو۔ ٭ حضرت انسؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب گھر میں آؤ۔ تو السلام علیکم کہو۔ اس سے گھر والوں کو تمہیں اور تمہارے اہل بیت کو برکت ملیگی۔ اور یہ

محبت بڑھانے کا ذریعہ

ہے۔ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا جملہ ہے۔ جس میں اس

خاص سلامتی کا ذکر

ہے۔ جس کے متعلق قرآن میں آتا ہے۔ کہ جب قیامت کے دن جنتی جنت میں داخل ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ کہے گا۔ سلامٌ علیکم طبتم۔ یعنی جو سلامتی تمہارے لئے مقدر تھی۔ وہ یہی ہے۔ گویا جب ہم السلام علیکم کہتے ہیں۔ تو اس سلامتی کے ملنے کی دعا کرتے ہیں۔ جس کا وعدہ قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ ایک دعا ہے جس کے معنی ہیں۔ کہ تمہاری نیکیاں زیادہ ہوں۔ خدا تعالیٰ تمہاری برائیوں کو مٹائے۔ تمہیں جنت میں داخل کرے اور اس کے فرشتے تمہیں سلام پہنچائیں۔ چکڑالوی السلام علیکم کے بجائے سلامٌ علیکم کہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ السلام علیکم قرآن میں نہیں آیا۔ لیکن مجھ سے اگر کوئی پوچھے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ اگر کوئی شخص ساری عمر بلکہ اس کی اولاد بھی مجھے سلامٌ علیکم کہتی رہے۔ تو میں

ایک بار کے السلام علیکم کی قیمت

بھی اس سے بہت زیادہ سمجھونگا۔ کیونکہ سلامٌ علیکم میں اپنا سلام ہے۔ اور السلام علیکم میں اللہ تعالےٰ کا سلام ملنے کی دعا ہے۔ پس یہ معمولی چیز نہیں۔ سلام کہنا اور جواب دینا

قوم میں اتحاد و اتفاق

اور برکت کا موجب ہے۔ اور نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ہے۔ اور جو برکت ذرا سی زبان ہلا دینے سے ملتی ہو۔ اسے نہ لینا بڑی حماقت ہے۔ اگرچہ ایسی شکایت میں مبالغہ ہے۔ کہ جو جھوٹ کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی شکایت کرنے والے پاگل نہیں ہیں۔ اور بعض ایسے لوگوں کی طرف سے بھی شکایت پہونچی ہے جن کی راستبازی میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ دو چار ایسے لوگ ضرور ہیں۔ جن میں یہ نقص ہے۔ اور جن میں یہ نقص ہو۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اسے دور کریں۔ اور

مفت نیکی

حاصل کرنے سے محروم نہ رہیں۔ صحابہ تو نیکی کا اتنا خیال رکھتے تھے۔ کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے بیان کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی مومن کا جنازہ پڑھے اور میت کے ساتھ قبرستان تک جائے۔ تو اسے

بہت بڑا ثواب

ملتا ہے۔ اس پر صحابیؓ نے کہا۔ کہ تم نے ہمیں یہ پہلے کیوں نہ بتا دیا۔ گویا نیکی کے لئے ان کے اندر ایسا جوش پایا جاتا تھا۔ کہ وہ ناراض ہوئے۔ کہ ہمیں پہلے کیوں نہ یہ بتا دیا۔ تاہم نیکی کے اتنے مواقع سے محروم نہ رہتے۔ ان صحابہ نے بہت محنت کی مشقتیں اٹھائیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور اور کلمات جو

حصول ثواب کا ذریعہ

ہیں جمع کر کے ہمارے لئے آسانی پیدا کر دی۔ اور اب یہ حالت ہے کہ گویا کھانا تیار ہو چکا ہے۔ اور ہم نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈال لینا ہے۔ اگر ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے۔ تو بہت قابل افسوس امر ہے۔ یاد رکھو۔ یہی نوافل قرب الٰہی کا ذریعہ ہوتے ہیں نماز روزہ وغیرہ عبادات تو عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ مگر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں مل کر انسان کو خدا تعالےٰ کا زیادہ قرب حاصل کرنے کا موجب بن جاتی ہیں۔ ٭

جلسہ سالانہ پر گوشت مہیا کرنیوالوں کی ضرورت

ہر دو قسم کے گوشت کی نگرانی کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایسے اصحاب کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے جو اس بات کے اہل ہوں۔ کہ قصاب سے عمدہ اور حسب دلخواہ گوشت لے سکیں اور اپنے آرام اور وقت کی قربانی کر کے مستعدی سے نگرانی کا کام کر سکیں۔ عام طور پر قصاب بعض اپنے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہیں اور ناقص گوشت دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ممکن ہوتا ہے کہ فربہ جانور دکھایا جاتا ہے اور ذبح لاغر کر دیا جاتا ہے۔ جو کسی نگرانی کے باعث ہوتا ہے۔ لہذا منصرم تجربہ کار احباب اپنے آپ کو اس قومی خدمت کے لئے پیش کریں چونکہ وقت بہت تنگ ہے اس لئے جلد سے جلد ایسے نام دفتر ہذا میں پہنچ جانے چاہئیں۔ تاکہ وقت پر ڈیوٹیاں مقرر کی جا سکیں۔

(ناظم سپلائی جلسہ سالانہ قادیان)

شکریہ احباب

میں جامعہ احمدیہ کے تبلیغی وفد کی طرف سے جالندھر۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ دہلی۔ علیگڑھ۔ میرٹھ۔ دیوبند۔ سہارنپور۔ اور امرتسر کے ان تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس وفد ... کو مہیا کرتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار ارجمند خان (پروفیسر جامعہ احمدیہ)

جناب منشی برکت علی صاحب خانصاحب کا عطیہ کتب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ سلسلہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی لائبریری قادیان کو ہر طرح مکمل کیا جائے۔ صیغہ ہذا سے وقتاً فوقتاً اخبار الفضل میں تحریک کی جاتی رہی ہے کہ احباب ہر قسم کی کتب لائبریری کو مہیا کرنے میں نظارت ہذا کی امداد فرمائیں اس سلسلہ میں احباب یہ پڑھ کر خوش ہونگے۔ کہ اس سال خانصاحب منشی برکت علی صاحب گورنمنٹ پنشنر نے اپنے کتب خانہ کی ۵۰۰ عدد کتب انگریزی و اردو مالیتی تخمیناً ۸۰۰ روپیہ مرکزی لائبریری قادیان کے لئے عنایت فرمائی ہیں۔ دعا ہے کہ خانصاحب کے اس عطیہ کو اللہ تعالےٰ قبول فرمائے اور ان کے حق میں حسنات اور خیرات جاریہ کا کام دے۔ آمین۔ احباب سے درخواست ہے کہ خانصاحب کے حق میں دعا فرمائیں اور نیز اپنے حلقہ اثر میں کوشش کر کے مرکزی لائبریری قادیان کے لئے ہر قسم کی کتب مہیا کر کے ارسال فرمائیں۔ خانصاحب کی عطا کردہ کتب حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہیں۔٭

تصانیف احمدی صاحبان برسائل وغیرہ ۱۵۸ عدد۔ کتب تاریخ ۹۵ عدد۔ تردید ہندو مذہب ۹ عدد۔ کتب غیر مبائعین ۱۱ عدد۔ کتب مخالفین احمدیت ۱۱۔ کتب تصوف ۸۔ تائید ہندو مذہب ۵۔ تصانیف یورپ متعلق اسلام ۱۴۔ علم النفس ۸۔ کتب فلسفہ ۹۔ کتب طب ۵۔ تائید عیسائیت ۵۔ لٹریچر اردو و انگریزی ۸۵۔ سیاسی ۶۔ حوالہ جات ۱۵۔ متفرق ۷۹

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

احمدیہ یونیورسٹی کیلئے کمیٹی کا تقرر

امسال مجلس مشاورت میں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ حضور احمدیہ یونیورسٹی کے قیام اور انتظام کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائیں۔ اس کے مطابق حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی۔ اور حضور نے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر فرما دی ہے۔

(۱) حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

(۲) جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر

(۳) جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ

(۴) جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے

(۵) جناب شیخ غلام رسول صاحب شوق۔ ایم۔ اے

(ناظر تعلیم و تربیت)

فضیلت اسلام

اسلام میں کمالات روحانی کے تین مراتب

فنا۔ بقا اور لقا

اسلام پر اعتراض

حقیقت اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اکثر مخالف یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام اپنے دشمنوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنے کی تلقین کرتا اور اس امر کی ہدایت دیتا ہے کہ ہر ایک شخص جو احکام اسلام کے آگے سر نہ جھکائے اسے تہ تیغ کر دینا چاہیئے اس اعتراض کی لغویت بارہا عیاں کی جا چکی ہے اور دلائل و براہین کی رو سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ اسلام پر یہ ایک نہایت ہی ناروا الزام ہے۔ اسلام امن اور صلح کا علمبردار ہے اور وہ جنگ و جدال اور خصوصاً ان لڑائیوں کو جو مذہبی تعصب کی وجہ سے عمل میں آئیں انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر صحبت امروزہ میں اس لحاظ سے بھی روشنی ڈالی جاتی ہے کہ حقیقت اسلام کیا ہے؟ اور یہ کہ آیا وہ حقیقت اور مندرجہ بالا اعتراض آپس میں مغائرت رکھتے ہیں یا یگانگت اور اتحاد۔ اگر ثابت ہو جائے کہ حقیقت اسلام یہی ہے کہ مخالفوں کو ہلاک کر دو۔ اور جو بھی مذہبی مخالفت دکھائی دے اس کا سر تن سے جدا کر دو۔ تو اعتراض درست ثابت ہوگا لیکن اگر اسلام کی حقیقت یہ نظر آئے۔ کہ دوسروں کے غم میں اپنی جان کھو دو۔ اور دنیا میں امن صلح پیار اور محبت کے تعلقات مضبوط کرو۔ تو یہ اعتراض بھی ناقابل التفات ہو جائیگا۔

حقیقت اسلام

پس اس مقصد کیلئے جب ہم تحقیق کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ اور بے مثل ہے۔ اگر مخالف اس حقیقت کو مدنظر رکھتے تو کبھی ایسے بیہودہ اعتراض اسلام پر نہ کرتے اور اگر ایسے لوگ اس حقیقت کو سمجھتے تو دنیا میں ناکامی و نامرادی کا مونہہ نہ دیکھتے۔ مگر افسوس جہاں غیروں نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا۔ وہاں مسلمانوں میں سے بھی ایک بہت بڑے طبقہ نے۔ فیج اعوج کے زمانہ میں آکر اس قیمتی مقصد کو فراموش کر دیا جو اسلام پیش کرتا ہے۔

اصطلاحی لحاظ سے اسلام کے معنی

ان تمہیدی سطور کے بعد معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ اصطلاحی لحاظ سے اسلام کے جو معنی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمائے ہیں۔ بلیٰ من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسنٌ فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنی وہ مسلمان وہ ہے جو اپنا تمام وجود اپنی تمام طاقتیں اور اپنے تمام ارادے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے پھر اس کے احکام کی پیروی کرے اور نیک کاموں پر قائم رہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور مستحق اجر ہیں۔ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلم وہ شخص ہے۔ جو اعتقادی اور عملی طور پر اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔ اعتقادی لحاظ سے اس طرح کہ اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھ لے جو محض اللہ تعالیٰ کی اطاعت شناخت محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس کی طرف اسلم وجھہٗ للّٰہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور عملی طور پر اس طرح کہ خالصتاً للّٰہ وہ تمام حقیقی نیکیاں بجالائے جو انسانی قویٰ اور جوارح کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس کی تعلیم وھو محسنٌ کے الفاظ میں دی گئی ہے۔

جب اعتقادی اور عملی دونوں لحاظ سے کوئی شخص اس درجہ اللہ تعالیٰ کا عاشق اور محب ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسے لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون۔ کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ یعنی اسی جہان سے اسے بہشتی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس میں خوف اور حزن کا نام و نشان نہیں ہوتا۔

اسلام کامل اطاعت چاہتا ہے

غرض آیت ممدوحہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت اسلام کسی شخص میں تبھی متحقق ہوتی ہے۔ جب اس کا وجود مع اپنے تمام باطنی اور ظاہری قویٰ کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہو جائے۔ اور نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ عملی لحاظ سے بھی اپنا فنا فی اللہ ہونا دنیا پر ظاہر کر دے۔ پس بقول سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام یہ چاہتا ہے۔ کہ "مدعی اسلام یہ ثابت کر دیوے کہ اس کے ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور اس کی عقل اور اس کا فہم اور اس کا غضب اور اس کا رحم اور اس کا حلم اور اس کا علم اور اس کی تمام روحانی اور جسمانی قوتیں اور اس کی عزت اور اس کا مال اور اس کا آرام اور سرور اور جو کچھ اس کا سر کے بالوں سے پیروں کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن کے ہے یہاں تک کہ اس کی نیات اور اس کے دل کے خطرات اور اس کے نفس کے جذبات سب خدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء اس شخص کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض یہ ثابت ہو جائے کہ صدق قدم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو کچھ اس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا ہے اور تمام اعضاء اور قویٰ الٰہی خدمت میں ایسے لگ گئے ہیں کہ گویا وہ جوارح الحق ہیں"۔

(مقدمہ آئینہ کمالات اسلام صہ ۵۹)

نکتۂ معرفت

اس نکتہ عظیمہ کے علاوہ جو سطور مندرجہ بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت یعنی بلیٰ من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسنٌ فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ۔ ایک اور نکتۂ معرفت کی طرف بھی رہنمائی کرتی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرنا دو طور پر ہوتا ہے۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ سے جو ہمارا خالق و مالک ہے ایسا مضبوط تعلق قائم ہو جائے کہ وہی ہمارا معبود و مقصود اور محبوب ہو اور اس کی عبادت محبت خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک نہ رہے۔ پس اس لحاظ سے مسلم کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح تقدیس۔ تحمید اور عبادات و عبودیت میں بدل و جان مشغول رہے اور نہایت پستی اور تذلل کے ساتھ تمام حکموں اور قوانین پر عمل پیرا ہو۔ یہ امر بلیٰ من اسلم وجھہٗ للّٰہ۔ سے مستنبط ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جائے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے ہم خود دکھ اٹھائیں اور دوسروں کو راحت پہنچانے کے لئے ہم آپ رنج برداشت کریں۔

پس حقیقی طور پر کسی کو اسی وقت مسلمان کہا جائیگا۔ جب اس کی ہستی پر پورا پورا انقلاب واقعہ ہو جائے۔ نفس امارہ کے جذبات کلی طور پر مٹ جائیں اور اس کی زندگی ایسی پاکیزہ ہو جائے۔ کہ اس میں بجز اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق کی ہمدردی کے اور کچھ باقی نہ رہے۔

تین روحانی مراتب

ان دونوں نکتوں کے علاوہ ایک تیسرا نکتہ بھی ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ فنا۔ بقا اور لقا کے وہ تین روحانی مدارج ہیں۔ جو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر ہر مومن کو حاصل ہو سکتے ہیں۔

سب سے پہلے اسلم وجھہٗ للّٰہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ انسان اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو سونپ دے اور اس کی راہ میں وقف ہو جائے۔ یہی وہ کیفیت ہے۔ جسے دوسرے لفظوں میں فنا کہا جاتا ہے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کھو دینا اور روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات پر ایک موت وارد کر لینا۔ اس کے بعد وھو محسنٌ میں مرتبہ بقا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب انسان فنا اور جذبات نفسانی کے کامل طور پر سلب ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور اس کے حکم سے پھر دنیا کے کاموں میں حصہ لیتا ہے تو یہ حیات ثانی بقا کا نام رکھتی ہے۔ اس کے بعد فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون کہہ کر اللہ تعالیٰ نے حالت لقاء کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اجر حصہ لیتا اور شک و شبہات کی تاریک زندگی سے بچ جاتا ہے

مراسلات

حضرت نانی اماں صاحبہ

(از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن)

جناب والدہ صاحبہ جن کا انتقال ۲۳ اور ۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء کی درمیانی شب کو آدھی رات کے قریب قادیان میں ہوا قادیان میں نانی اماں کے لقب سے مشہور تھیں۔ اس لئے کہ موجودہ حضرت صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز) کی نانی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے زمانہ میں وہ "بڑی بیوی جی" کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ کیونکہ حضرت ام المومنین علیہا السلام کا عرف اس وقت "چھوٹی بیوی جی" تھا۔ حضرت والدہ صاحبہ کا نام سید بیگم تھا۔ ان کے والد صاحب کا نام میر عبد الکریم تھا۔ جو غدر سے پہلے ایک انگریزی رسالہ میں رسالدار تھے۔ ایام غدر میں وہ رخصت پر دہلی ہی میں تھے۔ جب غدر ہو چکا۔ تو شہر کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ جو بھی مسلمان تھا۔ وہ باغی سمجھا گیا۔ اور اہل ہنود نے لوگوں کے نام اس طرح لینے شروع کر دیئے۔ کہ ہزارہا بے گناہ مخلوق پھانسی پر چڑھا دی گئی۔ میر عبد الکریم صاحب بھی چونکہ شہر میں تھے۔ اس لئے کسی نے کہدیا۔ کہ صاحب یہ بھی باغیوں میں ملے جلے تھے۔ بس پھر کیا تھا پھانسی کا حکم ہو گیا۔ بہت دوڑ دھوپ ہوئی۔ مگر ان کے آفیسر کمانڈنگ کی بریت کی شہادت کا لفافہ اس وقت پہنچا۔ جب وہ پھانسی پا چکے تھے۔ پھر کیا ہو سکتا تھا۔ ہماری والدہ اس طرح سے یتیم رہ گئیں۔ اور اپنی شادی کے وقت تک اپنے چچا تانا کپتان نذر محمد بیگ صاحب کے ہاں پرورش پائی۔ ہماری نانی کا نام قادری بیگم تھا۔ جو کپتان صاحب مذکور کی بیٹی تھیں۔ یہ جب بیوہ ہوئی ہیں۔ تو بالکل نوجوان ہی تھیں۔ اور انکی اولاد صرف دو لڑکیاں تھیں بڑی ہماری والدہ سید بیگم اور چھوٹی ہماری خالہ معظم بیگم جو گزشتہ سال ہی فوت ہوئی ہیں۔ اس وقت ان دونوں کی عمر قریباً ۷ سال اور پانچ سال کی تھی۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ہماری نانی صاحبہ نے نکاح ثانی نہیں کیا۔ بلکہ حج کو چلی گئیں اور مکے میں ہجرت کر کے وہیں آخر دم تک عمر بسر کی۔ اور انیسویں صدی کے اختتام کے قریب فوت ہوئیں۔ بیوہ ہونے سے کچھ مدت بعد جب یہ دونوں لڑکیاں چھوٹی ہی تھیں۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ کوئی بزرگ آئے ہیں۔ جن کے سامنے انہوں نے اپنی دونوں لڑکیاں پیش کیں۔ ان بزرگ نے بڑی لڑکی یعنے حضرت والدہ صاحبہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔ کہ بوڑھ سہاگن پھر چھوٹی لڑکی یعنے ہماری خالہ جان کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ کہ جیتی رہو یہ خواب نہایت سچا تھا۔ کیونکہ والدہ صاحبہ اپنی بوڑھی عمر تک سہاگن رہیں۔ اور حضرت والد صاحب سے آٹھ سال کی جدائی کے بعد پھر ان کے پہلو میں دفن ہو کر دوبارہ سہاگن بن گئیں۔ برخلاف اس کے ہماری خالہ صاحبہ کے ۳ لڑکے ہوئے۔ اور ایک لڑکی مگر خاوند نوجوانی میں ہی فوت ہوئے۔ اور سب اولاد ایک ایک کر کے ان کی نظر کے سامنے جوان عمر فوت ہوئی۔ اور وہ قریباً ۸۰ سال تک جیتی رہیں۔ مگر مصیبت کی زندگی تھی بغیر رفیق اور اولاد کے۔

والدہ صاحبہ کی شادی قریباً ۱۲-۱۳ سال کی عمر میں حضرت والد صاحب سے ہو گئی تھی۔ اور جہاں تک میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ جوڑا بہت کامیاب جوڑا رہا ہے۔ اور دونو میں بہت دلی تعلق محبت کا تھا۔ ابتدائے عمر میں جب حضرت میر صاحب ملازم نہ تھے۔ اور پھر ملازم ہوئے تو تنخواہ قلیل تھی۔ اس وقت والدہ صاحبہ کا ہزارہا روپیہ کا زیور سب گھر کے خرچ میں کام آیا۔

آخر عمر کا واقعہ یہ ہے۔ کہ ۱۹۱۲ء میں والدہ صاحبہ نے کئی دفعہ ذکر کیا۔ کہ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ ۵۰۰ روپیہ کے سونے کے کڑے میں اپنے ہاتھوں میں پہنوں۔ خدا کا فضل ایسا ہوا کہ ان دنوں ہی مجھے بھی کہیں سے ایک معقول رقم دستیاب ہو گئی اور میں نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی۔ اگلے سال ۱۹۱۳ء میں جو میں قادیان گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ہاتھ خالی تھے۔ پوچھا کڑے کہاں گئے۔ فرمانے لگیں۔ کہ تمہارے ابا کے حج پر خرچ ہو گئے یہ ایک نمونہ ہے ان کی محبت کا اپنے خاوند کے ساتھ

ہم کل ۱۳ بہن بھائی تھے۔ جو ان کے شکم سے پیدا ہوئے سب سے بڑی حضرت ام المومنینؓ ان کے بعد ۵ ہو کر فوت ہو گئے پھر یہ خاکسار۔ میرے بعد ۵ اور ہوئے پھر میر محمد اسحٰق صاحب مجھ میں اور حضرت ام المومنین میں قریباً ۱۵ سال کا فرق ہے۔ اور مجھ میں اور میر محمد اسحٰق صاحب میں قریباً دس سال کا۔ میرے بعد جو ہوئے تھے۔ وہ اکثر پیدا ہوتے ہی مر گئے تھے۔ مگر جو مجھ سے پہلے ان کی اولاد تھی۔ ان میں سے چار بڑے ہو کر فوت ہوئے تھے۔ اور ان کے نام اور عمر درج ذیل ہے۔ میمونہ ۳ سال محمد ۲½ سال زینب ۴ سال۔ امۃ اللہ ۱½ سال باقی اولاد پیدا ہوتے ہی۔ یا ہفتہ عشرہ کے اندر رخصت ہوئی۔ آپ ہمیشہ یہ دعا فرمایا کرتی تھیں۔ کہ خدایا اب مجھے اس اولاد کا غم نہ دکھائیو۔ چنانچہ یہ دعا آپ کی مقبول ہوئی۔

صحت کے لحاظ سے آپ کی حالت ایسی تھی۔ کہ آخر عمر تک بغیر عینک کے باریک سے باریک کتاب پڑھ لیتی تھیں۔ اور عمر کے لحاظ سے قوٰی بھی اچھے تھے۔ اور حافظہ بہت اچھا تھا۔ ہوش حواس سمجھ دماغی طاقتیں سب بالکل صاف تھیں۔

والد صاحب کی بابت بعض لوگ کہتے تھے۔ کہ یہ اپنی بیوی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ہیں۔ یہ سچ ہے مگر یہ اتفاق اور اتحاد صرف ان کی خدمت اور محبت اور ایثار کی وجہ سے تھا۔

مجھے یاد ہے۔ کہ وہ ہجرت کر کے قادیان ۱۸۹۴ء میں آئیں تھیں۔ اور پھر یہیں رہیں۔ مگر اس سے پہلے ہمیشہ وقتاً فوقتاً ہمارے والد صاحب ان کو قادیان اپنے ہمراہ لایا کرتے تھے۔ یا کبھی ان کو چھوڑ جاتے۔ پھر دوسرے پھیرے میں لے جاتے۔ سب سے پہلے وہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار کی زندگی میں آئیں تھیں۔ جب میر صاحب نہر پر سب اوورسیر تھے۔ اور کئی ماہ قادیان میں ٹھہری تھیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دہلی میں حضرت ام المومنین کے لئے پیغام بھیجا۔ تو میر صاحب کو انہوں نے بھی مشورہ دیا تھا۔ کہ دیگر برادری کے لڑکوں کی نسبت تو غلام احمد ہی اچھا ہے۔ چنانچہ وہ نکاح ظہور میں آ گیا۔ ان کے اخلاق میں یہ باتیں بہت نمایاں تھیں

(۱) کسی کی دلآزاری سے بہت ہی ڈرتی تھیں۔ اور دوسروں کو بھی اس سے منع کرتی تھیں۔

(۲) سخی بہت تھیں۔ ایک دفعہ ایک نامعلوم شخص نے مجھے لکھا۔ کہ تم دو روپے مجھے بھیج دو۔ ورنہ ٹھیک نہ ہو گا۔ میں نے والدہ صاحبہ کو خط سنایا۔ فرمانے لگیں، مانگتا ہے۔ بھیج دو۔ میں نے کہا کہ کوئی اس طرح بھی مانگا کرتا ہے۔ میں نہیں بھیجوں گا۔ انہوں نے اسی وقت اپنے پاس سے اس شخص کے نام دو روپیہ منی آرڈر

قادیاں آؤ یہاں صلح و صفا پاؤ گے

آؤ لوگو! کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
عرصۂ جنگ و جدال آج ہے دنیا ساری
قادیاں دوستو! ہے منزل عیسٰئے زماں
یہ ہے وہ پاک زمیں جس میں فرشتوں کو سدا
آتشِ عشقِ الٰہی میں ہے سوزاں ہر دل
آگ سینوں میں دبائے ہوئے ہیں اہل خدا
گریۂ نیم شب و آہِ سحر دیکھو گے
منزلِ بدر میں ہیں شمس و قمر شبل ہلال

ذرہ ذرہ میں یہاں طور چھپا پاؤ گے
قادیاں آؤ یہاں صلح و صفا پاؤ گے
آؤ آؤ کہ یہیں لطفِ خدا پاؤ گے
ذکر و تسبیح بلب۔ ناصیہ سا پاؤ گے
کوچۂ یار میں اک شور بپا پاؤ گے
گلخنِ سوختگاں شعلہ نما پاؤ گے
نعرۂ اہل وفا "برق فنا" پاؤ گے
"پشت دوتا کئے سب اہل وفا" پاؤ گے

ناوکِ یارِ ازل دیکھو گے ہر دل میں کئیں
یعنے ہر سینہ میں اک قبلہ نما پاؤ گے

کردیتیں ہمیشہ غریب لوگوں کی امداد کرتی رہتی تھیں۔ کپڑے بناتی تھیں۔ اور تقسیم کردیتی تھیں۔ اسی طرح صدقہ برابر کرتی رہتی تھیں

(۳) غرور اور تکبر کبھی ان میں میں نے نہیں دیکھا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کے ساتھ بھی ملاطفت اور انکسار سے پیش آتی تھیں۔ اور ہمیشہ اپنے تئیں نہایت گنہ گار فرمایا کرتی تھیں اور ان کی یہ بات ہمیشہ دل سے نکلتی تھی۔ کبھی قوم پر اور اس عزت پر جو خدا نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دی تھی انہوں نے فخر نہیں کیا۔

(۴) جس کے ساتھ رشتہ محبت جوڑا اسے آخر تک نباہا مثلاً ایک لڑکی میاں جان محمد مرحوم کی نواسی جس کا نام رحیم بی بی تھا ان کے پاس بچپن میں رہتی تھی۔ اس کا بیاہ کیا اسے اور اس کے خاوند کو اپنے گھر میں جگہ دی۔ پھر وہ بیچاری بہت سے بچے چھوڑ کر مر گئی تب بھی یہی فرمایا کہ اس مکان میں اس کا خاوند اور بچے رہا کریں۔ میں ان کو یہاں سے نہ جانے دونگی اسی طرح بہت سے خاندانوں اور بہت سی عورتوں سے رشتہ مودت جوڑا تھا جس کا نباہ برابر آخری عمر تک رہا۔

علاوہ اس کے دعا کے وقت بہت تضرع کیا کرتی تھیں۔ اتنا کہ پاس بیٹھنے والا بھی متاثر ہو جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کتابیں یا اشتہار تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ تو بعض دفعہ کسی اردو لفظ پر اٹک جاتے فرماتے میر صاحب کو بلاؤ۔ پھر ان سے وہ لفظ پوچھتے۔ بعض وقت تسلی نہ ہوتی تو حضرت والدہ صاحبہ کے پاس چلے جاتے یا ان کو بلوا لیتے اور فرماتے کہ اردو کا یہ لفظ کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے بلکہ فقرے بنواتے تاکہ لفظ کے معانی اور اس کا استعمال پوری طرح معلوم ہو جائے۔ زبان اردو کے متعلق حضور علیہ السلام میر صاحب سے زیادہ والدہ صاحبہ کو مستند سمجھتے تھے

درخت لگانے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اب بھی ہمارے مکان میں دو نیم کے درخت ہیں جنہیں بچوں کی طرح دودھ ڈال ڈال کر پرورش کیا ہے۔

۲۳ر نومبر کو انتقال ہوا۔ میں ۶ نومبر کو لمبی رخصت کے اختتام پر قادیان سے روانہ ہوا تھا ملنے تشریف لائیں۔ بار بار یہی فرمایا کہ اب میں تجھے نہیں دیکھونگی۔ میں گیا تو خاصی اچھی صحت تھی۔ ۱۷ دن بعد تار پہنچا کہ سخت بیمار ہیں اسی وقت روانہ ہوا۔ ۱۲ بجے دن کو ۲۴ر تاریخ کو قادیان پہنچا تو آگے نعش میرا انتظار کر رہی تھی جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام نے پڑھایا چھ تکبیریں کہیں اور حضور اور اس خاکسار نے اپنے ہاتھوں سے سپرد قبر کیا ۴۲ سال جس شخص کے ساتھ سہاگن رہی تھیں اسی کے پہلو میں پھر جا لیٹیں۔ اور کہاں ؟ بہشتی مقبرہ میں۔ خاص احاطہ کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریب۔ یوں معلوم ہوا کہ قبر نہیں ہے بلکہ بہشت کی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ وہ ادھر چلی گئیں اور ہم سب واپس اس دنیا میں آ گئے اس خدا کی بھی کیا۔ غریب نوازیاں ہیں۔ دنیا میں بھی جنت اور آخرت میں بھی جنت حتیٰ کہ قبر بھی جنت میں۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحاً ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین آمین۔ رب اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔ اللھم صل وسلم وبارک علی محمد وعلی آل محمد وعلی عبدک المسیح الموعود انک حمید مجید

جماعت احمدیہ محبوب نگر کے تبلیغی جلسے

انجمن احمدیہ محبوب نگر نے بسرپرستی مولوی میر اسحٰق علی صاحب مولوی فاضل وکیل ہائی کورٹ۔ ہفتہ واری تقاریر کا سلسلہ آغاز کیا ہے جس میں مختلف فرقہائے اسلام کو اجازت دی گئی ہے کہ مختلف فیہ مسائل میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ چنانچہ پہلے جمعہ میں ختم نبوت کا مسئلہ رکھا گیا تھا۔ احمدی وغیر احمدی احباب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دوسرے و تیسرے جمعہ میں بھی اسی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پونا کے درجہ اول کے سب جج کی عدالت میں سناتنیوں نے مقدمہ دائر کر کے درخواست کی ہے کہ گاندھی جی پنڈت مالویہ مسٹر راجگوپال آچاریہ اور ۵۷ لیڈروں کو اچھوتوں کو مندروں میں داخل کرنے کی تحریک کے سلسلہ میں ہر قسم کی کوشش سے روک دیا جائے۔ اس درخواست میں بیان کیا گیا ہے کہ اچھوت ادھار کی تحریک شاستر کے خلاف ہے اور گاندھی جی کا دعا رن کرنا بھی ہندوؤں پر مجلسی حملہ کے مترادف ہے۔

مقدمہ سازش گورداسپور کے ۱۹ ملزمین کو ۱۰ دسمبر سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور نے ڈلہوزی روڈ پر سرکاری خزانہ لوٹنے۔ ضلع ہوشیارپور میں ڈاکہ ڈالنے اور گورنر کی سپیشل ٹرین پر بم پھینکنے کی سازش کے الزام میں سشن سپرد کر دیا ہے۔

جرمنی کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ گورنمنٹ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ قیصر جرمنی کے اپنے ملک میں داخلہ پر جو پابندیاں عائد ہیں۔ انہیں ہٹا دیا جائے اور جرمنی میں انہیں واپس آنے کی اجازت دیدی جائے۔

ڈگلس کے قتل کے سلسلہ میں بھٹاچاریہ کو سزائے موت دی گئی تھی۔ گورنر بنگال نے درخواست رحم کو مسترد کر دیا تھا۔ اب وائسرائے نے بھی اس کی والدہ کی درخواست رحم نامنظور کر دی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب ملک معظم کے پاس درخواست رحم کی جائیگی۔

سوبھاش چندر بوس جو بھوالی سینی ٹوریم میں زیر علاج تھے۔ ۱۸ دسمبر لکھنؤ لائے گئے۔ جہاں سول سرجن آپ کا علاج کریں گے۔

گجرات پولیٹیکل کانفرنس کے سپیشل اجلاس کے سلسلہ میں پریذیڈنٹ کو چھ ماہ قید سخت اور چار سو روپیہ جرمانہ یا چھ ہفتہ قید مزید کی سزا دی گئی ہے۔ سات عورتوں کو بھی ۳ تا ۴ ماہ قید با مشقت کی سزا ملی ہے۔

ارجنٹائن سے ۱۷ دسمبر کی اطلاع ہے کہ سابق پریذیڈنٹ اریگوئن اور الپیور کے حامیوں کے مکان میں بم پھٹنے کے بعد جب تفتیش کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ تو ایک مکان سے ہزار بم اور دوسرے بہت سے اسلحہ جات برآمد ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اب سابقہ پریذیڈنٹوں کو جلا وطن کر دیا جائیگا۔ پندرہ گرفتاریاں بھی عمل میں لائی گئی ہیں۔

سکرٹری آل انڈیا ورن آشرم سوراجیہ سنگھ بمبئی نے گاندھی جی کو خط لکھا تھا کہ مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ پر غور کرنے کے لئے ایک شاستر کانفرنس طلب کی جائے تاکہ یہ فیصلہ ہو جائے۔ کہ مندروں میں اچھوتوں کا داخلہ شاستروں کے رو سے جائز ہے یا نہیں۔ گاندھی جی نے جواب میں کہا ہے کہ مباحثہ کا انتظام کریں۔ میں اس کا کشادہ دلی سے خیر مقدم کرونگا

ننکانہ صاحب میں کچھ عرصہ ہوا بم پھٹنے کا ایک حادثہ ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں لاہور کی سی آئی ڈی نے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں سے ایک بم کے حادثہ سے ہی مجروح ہوا تھا مزید تفتیش پر پولیس کو معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کے گروہ کا ایک شخص مسمی ستا سنگھ بھاگ کر حیدر آباد دکن چلا گیا ہے۔ اس پر چوہدری صادق علی صاحب سب انسپکٹر پولیس دو کنسٹیبلوں کی معیت میں حیدر آباد پہنچے اور مقامی پولیس کی مدد سے مفرور ملزم کی جائے قیام پر گئے۔ ملزم نے جب دیکھا کہ مکان کا محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے پولیس پر بم پھینک دیا۔ جس سے بدحواس ہو کر سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے لیکن چوہدری صاحب اور ان کے پنجابی ساتھی اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور پستول کے فائر شروع کر دئے ملزم نے بھی فائر کا جواب فائر سے دینا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گولی چوہدری صاحب موصوف کے لگی اور وہ وہیں فوت ہو گئے۔ کانسٹیبل بھی گولیوں سے شدید مجروح ہوئے جن میں سے ایک بعد میں ہلاک ہو گیا۔ ڈائرکٹر جنرل نظام پولیس فوراً موقعہ واردات پر پہنچ گئے۔ اور اب انہوں نے تفتیش کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

گورنر بنگال کی خدمت میں ۱۷ دسمبر ایک وفد پیش ہوا۔ جس نے بتایا کہ چاٹگام کے ہندوؤں پر ۸۰ ہزار روپیہ جرمانہ کیا جانا غیر آئینی اور تکلیف دہ ہے مگر گورنر نے جواب دیا کہ حکومت جرمانہ کی رقم معاف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ البتہ ان افراد کی اپیلوں پر غور کیا جا سکتا ہے۔ جو جرمانہ کی رقم ادا کرنے کے ناقابل ہوں۔

بہار کے ایوان تجارت نے حکومت ہند کو ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں ہندوستانی ریشم کی حفاظت کے متعلق ایوان تجارت میسور کی عرضداشت کی پرزور حمایت کی ہے اور بتلایا ہے۔ کہ غیر ملکی ریشم کی سیل نے ملک کو مجموعی طور پر سخت نقصان پہنچایا ہے

پشاور میں امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان کی جائداد کے متعلق کچھ عرصہ سے موجودہ شاہ افغانستان کے ایجنٹ مقیم پشاور کی طرف سے کرایہ داروں کے ساتھ جھگڑا چلا آتا تھا۔ نادر شاہ کے ایجنٹ کرایہ داروں سے کرایہ ادا کرنے کا مطالبہ کرتے تھے مگر کرایہ دار اس جائداد کو امان اللہ خاں کی ذاتی ملکیت قرار دے کر کرایہ نہیں دیتے تھے۔ اس قضیہ کے تصفیہ کے لئے سٹی مجسٹریٹ کے پاس درخواست کی گئی۔ مگر سٹی مجسٹریٹ نے بحالات موجودہ اس معاملہ میں مداخلت سے انکار کر دیا ہے اور موجودہ شاہ افغانستان کے مختار عام کو ہدایت کی ہے کہ وہ عدالت میں دیوانی دعوی دائر کر کے متنازعہ فیہ جائداد کی ملکیت کے متعلق اپنے بادشاہ کی طرف سے ثبوت مہیا کرے۔

کامٹی میں گرل سکول کی تعمیر

مقامی صاحب ثروت مسلمانوں کا مالی ایثار

عبدالستار صاحب فاروقی آنریری سکرٹری مدرسہ کامٹی بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔

ہم یہاں ایک گرل سکول کی بنیاد رکھ رہے ہیں عرصہ سے یہاں ایک گرل سکول کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں کی مجموعی آبادی آٹھ ہزار ہے۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب آنریری کنٹریکٹر ڈپوک آف ونگٹن رجمنٹ نے گزشتہ شام اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب پر مینیجر مدرسۃ المسلمین نیا بازار کامٹی کی دعوت پر مسلمانوں کا ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ سرمایہ کے لئے اپیل کے جواب میں چوہدری صاحب موصوف اور سید میر نیاز علی صاحب نے پانچ پانچ سو ایک روپیہ دیا۔ مسٹر محمد سعید صاحب۔ مسٹر محمد حسین صاحب مسٹر محسن علی صاحب اور خواجہ محی الدین صاحب نے ایک ایک سو ایک روپیہ دیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی حسب توفیق چندے دئے۔ اور کل رقم ۵۰۰۰ جمع ہو گئی۔ تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی

کلکتہ ۱۸ دسمبر ہندو لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی مسٹر وجے رگھوا چاریہ نے بنگال کے ہندوؤں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو ۵۱ فیصدی نشستیں دیدی جائیں۔ مگر کانفرنس نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

سری نگر مایا سر بازار میں ۸ دسمبر مہیب آتش زدگی کی واردات ہوئی۔ جس سے ایک درجن مکانات و دوکانوں کو نقصان پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا۔

سرحدی گورنمنٹ کے سرکاری گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی